© rasailojaraid.com

غالب نے سچ سچ اسی رخ میں وہ کارنامہ انجام دیا ہے جس رخ کا تعین سب سے پہلے شاہ صاحب نے کیا تھا۔ سب سے پہلے غالب کے نثری کارنامے کو دیکھیے، انھوں نے مکتوب نگاری کے زمین و آسمان بدل دیے۔ اگرچہ میں غالب کے خطوط کو نثری کام شمار نہیں کرتا، مگر اس حقیقت سے تو انکار نہیں ہو سکتا کہ ان سے پہلے خطوط بھی اس عہد کی نثرنگاری ہی کا ایک نمونہ ہوتے تھے۔ وہی القاب و آداب اور عبارت آرائی کے پُرتکلف غلافوں میں اِخفاے ذات کا اہتمام، جو اس عہد کی معیاری ادبی کتابوں کا طرۂ امتیاز تھا، خطوط میں بھی کیا جاتا تھا۔ غالب نے خطوط میں بھی اظہار ذات کا اہتمام کیا اور انھیں بے تکلف مکالمہ بنا دیا، اور اس طرح مکتوب نگاری کی روایت ہی بدل ڈالی۔

اور اب آیئے غالب کی شاعری پر۔ تمام نقاد اس امر پر متفق ہیں کہ غالب ایک جدت پسند شاعر تھے۔ ان کے کلام نے اردو میں تحلیلی شاعری کا آغاز کیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان سے پہلے اردو کا شاعر جذبے کو جوں کا توں نظم کر دیتا تھا جو ترکیبی شاعری کی خصوصیت ہے۔ غالب نے نہ صرف جذب و خیال کی تحلیل کی بلکہ پہلی بار بے لگام تخیل کو عقل کے ذریعے سڈول بنایا، اور ہر وقت "تصور جاناں" میں بیٹھے رہنے کے خلاف فطرت ادّعا کو مسترد کر کے غم روزگار کی اہمیت بھی جتائی۔ گویا ان کی بدولت اردو شاعری، جو داستانوں کی طرح خالص وہمی اور خیالی مفروضات کے بل بوتے پر چل رہی تھی، دنیائے آب و گل کی حقیقت کو آنکھیں کھول کر دیکھنے کے قابل بھی ہوئی۔ مثالوں کا یہاں موقع اور گنجایش نہیں، اور نہ اہل علم کے لیے اس کی ضرورت ہی ہے کہ غالب کی عقلیت و واقعیت پسندی ثابت کرنے کے لیے ان کے کلام سے مثالیں دی جائیں۔ بہرحال مختصراً اتنا کہا جا سکتا ہے کہ غالب ہی کی بدولت بعد میں آنے والوں کو یہ آسانی ہوئی کہ مسلم قوم کو تصورات و توہمات سے نکالنے کی جدوجہد کی جائے اور اس طرح دیکھا جائے تو شاہ اسماعیل کی پہلی آواز--- تقلید جامد کو توڑنے اور وہمی، بے اصل عقائد کا پول کھولنے کی کوشش کو شعر کے میدان میں بلند کرنے کا کام غالب ہی نے شروع کیا۔ اور یہ بھی بہرحال ثابت ہے کہ غالب اپنے نہایت گہرے دوست، مگر غیر مشروط تقلید کے علم بردار، مولانا فضل حق خیرآبادی کے بجائے ان کے حریف شاہ اسماعیل سے ذہنی طور پر قریب تھے۔

اس طرح غالب وہ ہستی ہیں جنھوں نے اردو کو ذہن مل جانے کے بعد اسے عقل سے کام لینا سکھایا۔

تیسری کڑی، سرسید احمد خاں: انقلاب ۱۸۵۷ء تک ہندی مسلم معاشرے میں اتنی بیداری آگئی تھی کہ اس کے افراد خیالی جنت میں بسے رہنے کے بجائے عقل و ہوش سے کام لے سکیں۔ ادب میں اس کا ثبوت، جیسا کہ اوپر ذکر ہوا، شاہ شہید اور غالب کی تحریروں سے ملتا ہے۔ اب یہ محض اتفاق نہیں کہ سرسید نے ان دونوں بزرگوں کے کام کو آگے بڑھایا اور اردو ادب کو ایک نیا موڑ دیا۔ یہ معلوم ہے کہ

© rasailojaraid.com